تقریر بابت اسلامی اصطلاحات
وقت 5-7منٹ

✿✿✿ تقریر ✿✿✿

إِنَّا لِلّٰہِ وَإِنَّآ إِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھنے کا اسلامی حکم

(تقریر نمبر1)

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے۔

اَلَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْھُمْ مُّصِیْبَۃٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔(البقرہ:157)

یعنی اُن لوگوں کو جن پر جب کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ کہتے ہیں ہم یقیناً اللہ ہی کے ہیں اور ہم یقیناً اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار
جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اس پر نثار
اسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب
کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ کے الفاظ فوتیدگی یا گمشدگی یا کسی نقصان پر بولے جاتے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم، کسی مصیبت یا تکلیف پر یہ کلمات پڑھا کرتے تھے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے۔

حضرت اُمُّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا: انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ’’جس مسلمان کو کوئی مصیبت پیش آئے، تو وہ گھبرا کر اللہ کے فرمان کے مطابق یہ دعا پڑھے: اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ، اَللّٰھُمَّ عِنْدَكَ احْتَسَبْتُ مُصِیْبَتِیْ فَأْجُرْنِیْ فِیْھَا وَعُضْنِیْ مِنْھَآ اِلَّآ اٰجَرَہُ اللہُ عَلَیْھَا وَعَاضَہٗ خَیْرًا مِّنْھَا۔ یعنی ہم اللہ ہی کی ملک ہیں اور اسی کی جانب لوٹ کر جانے والے ہیں، اے اللہ! مَیں نے تجھ ہی سے اپنی مصیبت کا ثواب طلب کیا، تو مجھے اس میں اجر دے اور مجھے اس کا بدلہ دے‘‘ جب یہ دعا پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کا اجر دے گا اور اس سے بہتر اس کا بدلہ عنایت کرے گا۔ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: جب میرے شوہر ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا، تو مجھے وہ حدیث یاد آئی، جو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر مجھ سے بیان کی تھی، چنانچہ مَیں نے کہا: اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ، اَللّٰھُمَّ عِنْدَكَ احْتَسَبْتُ مُصِیْبَتِیْ ھٰذِہٖ فَأُجُرْنِیْ عَلَیْھَا فَإِذَآ اَرَدْتُّ اَنْ اَقُوْلَ: وَعِضْنِیْ خَیْرًا مِّنْھَا۔ ’مجھے اس سے بہتر بدلا دے‘‘ کہنے کا ارادہ کیا تو دل میں سوچا: کیا مجھے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر بدلہ دیا جا سکتا ہے؟ پھر مَیں نے یہ جملہ کہا، تو اللہ تعالیٰ نے مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے بدلہ میں دے دیا اور میری مصیبت کا بہترین اجر مجھے عنایت فرمایا۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز)

اسی طرح جب مکہ والوں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے ہجرت پر مجبور کر دیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس غمناک خبر سننے پر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پڑھا۔

جیسا کہ حدیث میں آتا ہے: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے نکالے گئے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: انہوں نے اپنے نبی کو نکال دیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ یہ لوگ ضرور ہلاک ہو جائیں گے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرُ۔

جن مسلمانوں سے کافر جنگ کر رہے ہیں، انہیں بھی مقابلے کی اجازت دی جاتی ہے کیونکہ وہ بھی مظلوم ہیں۔ بیشک ان کی مدد پر اللہ قادر ہے۔ تو مَیں نے سمجھ لیا کہ اب جنگ ہوگی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ”یہ پہلی آیت ہے جو جنگ کے بارے میں اتری ہے۔“

(سنن نسائی، کتاب الجهاد باب وجوب الجهاد)

بعض مسلمانوں کی حالت بگڑنے پر اِنَّا لِلّٰهِ پڑھنے کے حوالے سے روایت ہے۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک قصہ گو کے پاس سے گزرے جو قرآن پڑھ رہا تھا قرآن پڑھ کر وہ مانگنے لگا۔ تو انہوں نے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھا، پھر کہا: مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہوئے سنا ہے جو قرآن پڑھے تو اسے اللہ ہی سے مانگنا چاہئے۔ کیونکہ عنقریب کچھ لوگ ایسے آئیں گے جو قرآن پڑھ پڑھ کر لوگوں سے مانگیں گے۔

(سنن ترمذی، کتاب فضائل القرآن)

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کے بچہ کو وفات دیتا ہے تو اپنے ملائکہ سے کہتا ہے کیا تم نے میرے بندے کے بچے کی رُوح قبض کی؟ اس پر فرشتے جواب دیتے ہیں ہاں ہمارے اللہ! پھر فرماتا ہے تم نے اس کے دل کی کلی توڑلی۔ فرشتے جواب دیتے ہیں ہاں، ہمارے اللہ! پھر وہ پوچھتا ہے۔ اس پر میرے بندے نے کیا کہا؟ فرشتے کہتے ہیں اس نے تیری حمد کی اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ کہتا ہے تم میرے اس صابر وشاکر بندے کے لئے جنت میں ایک گھر تعمیر کرو اور اس کا نام بَیْتُ الْحَمْد رکھو۔

(حدیقۃ الصالحین حدیث 589 صفحہ 555)

حضرت مسیح موعودؑ، اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھنے کی برکات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔
”غرض مختلف قسم کے ابتلاء اور عوارض انسان پر آتے ہیں اور یہ خدا تعالیٰ کی آزمائش ہے۔ ایسی صورت میں جو لوگ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی اور اس کی تقدیر کے لئے سر تسلیم خم کرتے ہیں۔ وہ بڑی شرح صدر سے کہتے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ (البقرہ:157) کسی قسم کا شکوہ اور شکایت یہ لوگ نہیں کرتے۔ ایسے لوگوں کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ۔ الخ یعنی یہی وہ لوگ ہیں جن کے حصہ میں اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہی لوگوں کو مشکلات میں راہ دکھادیتا ہے۔ یادرکھو! اللہ تعالیٰ بڑا ہی کریم ورحیم اور بامروّت ہے۔ جب کوئی اس کی رضا کو مقدم کرلیتا ہے اور اُس کی مرضی پر راضی ہوجاتا ہے تو وہ اُس کا بدلہ دیئے بغیر نہیں چھوڑتا۔ غرض یہ تو وہ مقام اور مرحلہ ہے جہاں وہ اپنی بات منوانی چاہتا ہے۔“

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 348-349 ایڈیشن 2016ء)

پھر حضورؑ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھنے کے حوالے سے فرماتے ہیں۔
”مسلمانوں کا ایمان ہے کہ ہر ایک امر خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اس واسطے مسلمان خوشی کے وقت اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور غمی اور ماتم کے وقت اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ کہہ کر ثابت کرتا ہے کہ واقع میں اس کا ہر کام میں مرجع صرف خدا ہی ہے جو لوگ خدا تعالیٰ سے الگ ہو کر زندگی کا کوئی حظ اٹھانا چاہتے ہیں وہ یادرکھیں کہ ان کی زندگی بہت ہی تلخ ہے کیونکہ حقیقی تسلّی اور اطمینان بجز خدا میں محو ہونے اور خدا کو ہی ہر کام کا مرجع ہونے کے حاصل ہو سکتا ہی نہیں۔“

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 345 ایڈیشن 1984ء)

پھر حضورؑ فرماتے ہیں۔
”ثمرات میں اولاد بھی داخل ہے اور محنتوں کے بعد آخر کی کامیابیاں بھی مراد ہیں ان کے ضائع ہونے سے بھی سخت صدمہ ہوتا ہے۔ امتحان دینے والے اگر کبھی فیل ہوجاتے ہیں تو بارہا دیکھا گیا ہے کہ وہ خودکشیاں کرلیتے ہیں...... غرض اس قسم کے ابتلاء جن پر آئیں پھر اللہ تعالیٰ ان کو بشارت دیتا ہے وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ یعنی ایسے موقع پر جہد کے ساتھ برداشت کرنے والوں کو خوشخبری اور بشارت ہے کہ جب ان کو کوئی مصیبت آتی ہے تو کہتے ہیں اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ۔ یادرکھو کہ خدا کا خاص بندہ اور

مقرّب تب ہی ہوتا ہے کہ ہر مصیبت پر خدا ہی کو مقدّم رکھے۔ غرض ایک وہ حصہ ہوتا ہے جس میں خدا اپنی منوانا چاہتا ہے۔ دعا کے معنٰی تو یہی ہیں کہ انسان خواہش ظاہر کرتا ہے کہ یوں ہو، پس کبھی مولیٰ کریم کی خواہش مقدّم ہونی چاہیے اور کبھی اللہ کریم اپنے بندہ کی خواہش کو پورا کرتا ہے۔"

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد دوم صفحہ 273)

پھر فرمایا۔

"مصیبتوں کو بُرا نہیں ماننا چاہیے کیونکہ مصیبتوں کو بُرا سمجھنے والا مومن نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَنَبۡلُوَنَّكُمۡ بِشَیۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ وَالۡجُوۡعِ وَنَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَنۡفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیۡنَ۔ الَّذِیۡنَ اِذَاۤ اَصَابَتۡهُمۡ مُّصِیۡبَةٌ ۙ قَالُوۡۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡهِ رٰجِعُوۡنَ۔ یہی تکالیف جب رسولوں پر آتی ہیں تو ان کو انعام کی خوشخبری دیتی ہیں اور جب یہی تکالیف بدوں پر آتی ہیں۔ ان کو تباہ کر دیتی ہیں غرض مصیبت کے وقت قَالُوۡۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡهِ رٰجِعُوۡنَ پڑھنا چاہیے کہ تکالیف کے وقت خدا تعالیٰ کی رضا طلب کرے۔"

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد دوم صفحہ 264)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ روزمرہ کے اسلامی آداب اور اذکار پڑھنے کے حوالے سے فرماتے ہیں۔

"قرآن کریم کی تلاوت کی علاوہ دیگر اذکار تسبیح اور تحمید جنہیں انسان اکیلا بیٹھ کر کرے یا مجالس میں۔ اس ذکر کی بھی ایک قسم فرض ہے جیسا کہ جانور کے ذبح کرتے وقت تکبیر پڑھنا اگر اس وقت تکبیر نہیں پڑھی جائے گی تو جانور حرام ہو جائے گا اور دوسری قسم نفل ہے جو دوسرے اوقات میں ورد کی صورت میں پڑھی جاتی ہے اور ان کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت وسیع کیا ہے۔ یعنی آپ نے ہر موقعہ پر اللہ تعالیٰ کا ذکر رکھا ہے۔ مثلاً جب کھانا کھانے بیٹھو تو بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پڑھ لو۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ اگر کوئی نہیں پڑھے گا تو اس کا پیٹ نہیں بھرے گا۔ بلکہ یہ ہے کہ جس غرض کے لئے کھانا کھایا جاتا ہے وہ اس طرح پورے طور پر حاصل ہو جائے گی۔ یعنی روحانیت کو اس سے بہت فائدہ پہنچے گا۔ پھر ہر کام کے شروع کرنے کے وقت بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پڑھنے کا حکم ہے۔ تا کہ اس کام میں برکت ہو اور جب اس کو ختم کر لیا جائے۔ تو اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ پڑھا جائے۔ تا کہ اس کام میں برکت ہو۔ اسی طرح اگر کوئی نیا کپڑا پہنے یا کوئی اور نئی چیز استعمال کرے تو اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ کہہ کر اس کا شکریہ ادا کرے۔ ہر رنج اور مصیبت کے وقت اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡهِ رٰجِعُوۡنَ پڑھنا چاہیئے۔ اگر کوئی بات اپنی طاقت اور ہمت سے بالا پیش آئے تو لَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہنا چاہیئے۔

غرض یہ ذکر ان باتوں کے متعلق ہیں جو روزانہ پیش آتی رہتی ہیں۔ ہر ایک انسان کو دن میں یا خوشی ہوگی یا رنج پس اگر خوشی ہو تو اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ کہے اور اگر رنج ہو تو اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡهِ رٰجِعُوۡنَ پڑھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَاذۡكُرُوا اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوۡدًا وَّعَلٰی جُنُوۡبِكُمۡ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر حالت کے متعلق ذکر مقرر فرما دیئے ہیں اس لئے ان کے کرنے سے انسان ہر حالت میں خدا تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتا ہے۔ مثلاً ایک شخص جو دفتر میں بیٹھا کام کر رہا ہو وہ اگر اپنے متعلق خوشخبری سنے تو اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ کہے۔ اگر چلتے ہوئے اسے خوشی کی بات معلوم ہو تو بھی اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ کہے۔ اگر لیٹے ہوئے خوشی کی بات سنے تو اسی حالت میں اَلحمدُ لِلّٰہِ کہے۔ اس طرح خود بخود قِیٰمًا وَّقُعُوۡدًا وَّعَلٰی جُنُوۡبِكُمۡ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا رہے گا۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اَفۡضَلُ الذِّکۡرِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (ترمذی کتاب الدعوات باب ما جاء ان دعوۃ المسلم مستجابۃ) جابر سے ترمذی میں روایت ہے کہ سب سے بہتر اور افضل ذکر یہ ہے کہ اس بات کا اقرار کیا جائے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ باقی اذکار کی بھی مختلف فضیلتیں ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سبحان اللّٰہ وبحمدہ سبحان اللّٰہ العظیم کی نسبت فرمایا ہے۔ کَلِمَتَانِ خَفِیۡفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ ثَقِیۡلَتَانِ فِی الۡمِیۡزَانِ حَبِیۡبَتَانِ اِلَی الرَّحۡمَانِ کہ دو کلمے ایسے ہیں کہ جو زبان سے کہنے میں چھوٹے ہیں مگر جب قیامت کے دن وزن کئے جائیں گے تو ان کا اتنا بوجھ ہوگا کہ ان کی وجہ سے نیک اعمال کا پلڑا بہت بھاری ہو جائے گا اور وہ اللہ تعالیٰ کو بہت ہی پسند ہیں۔ یہ بھی بہت اعلیٰ درجہ کا ذکر ہے۔ حتّٰی کہ ایک دفعہ جب حضرت مسیح موعودؑ بیماری کے سخت دورہ میں تہجد کے لئے اٹھے اور غش کھا کر گر گئے اور نماز نہ پڑھ سکے تو الہام ہوا کہ ایسی حالت میں تہجد کی بجائے لیٹے لیٹے یہی پڑھ لیا کرو۔ تو یہ بھی بہت فضیلت رکھنے والا ذکر ہے۔ حدیثوں میں آتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے اس کو پڑھتے تھے۔

ان دو ذکروں کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے افضل بتایا ہے۔ مگر ایک اور ذکر بھی افضل ہے گو اس کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ارشاد محفوظ نہیں۔ مگر عقل بتاتی ہے کہ وہ بہت اعلیٰ درجہ کا ہے اور وہ قرآن کریم کی آیات کا ذکر ہے۔ اگر ان کو ذکر کے طور پر پڑھا جائے تو دوہرا ثواب حاصل ہوگا۔ ایک تلاوت کا اور دوسرے ذکر کا۔"

(انوار العلوم جلد 3 صفحہ 503-504)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ، وفات پر اِنَّا لِلّٰہِ پڑھنے کے حوالے سے ایک حدیث یوں پیش فرماتے ہیں۔

"آپؐ کی ایک سالی زینب بنت جحش بھی تھیں ان کے تین نہایت قریبی رشتہ دار جنگ میں شہید ہو گئے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انہیں دیکھا تو فرمایا اپنے مُردے کا افسوس کرو (یہ عربی زبان کا ایک محاورہ ہے۔ جس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ مَیں تمہیں خبر دیتا ہوں کہ تمہارا عزیز مارا گیا ہے) زینبؓ بنت جحش نے عرض کیا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! کس مُردے کا افسوس کروں؟ آپؐ نے فرمایا تمہارا ماموں حمزہؓ شہید ہو گیا ہے۔ یہ سن کر حضرت زینبؓ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پڑھا اور پھر کہا اللہ تعالیٰ ان کے مدارج بلند کرے وہ کیسی اچھی موت مرے ہیں۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا۔ اچھا! اپنے ایک اور مرنے والے کا افسوس کر لو۔ زینب نے عرض کیا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ ﷺ! کس کا؟ آپؐ نے فرمایا تمہارا بھائی عبد اللہ بن جحش بھی شہید ہو گیا ہے۔ زینبؓ نے پھر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پڑھا اور کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وہ تو بڑی ہی اچھی موت مرے ہیں۔ آپؐ نے پھر فرمایا زینبؓ! اپنے ایک اور مُردے کا افسوس کرو۔ اُس نے پوچھا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ ﷺ! کس کا؟ آپؐ نے فرمایا تیرا خاوند بھی شہید ہو گیا ہے۔ یہ سُن کر زینبؓ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے اور اُس نے کہا ہائے افسوس!! یہ دیکھ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دیکھو! عورت کو اپنے خاوند کے ساتھ کتنا گہرا تعلق ہوتا ہے۔"

(انوار العلوم جلد 19 صفحہ 57)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پڑھنے کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"بعض لوگ بڑے دردناک خط لکھتے ہیں کہ ہم پر تو ابتلاؤں کا ایک دَور آ گیا ہے۔ کل فلاں فوت ہوا آج فلاں فوت ہو گیا، اب فلاں کی بیماری کی خبر ملی ہے اور یہ سلسلہ جو ہے وہ ایک سال سے یا دو سال سے ہم پر ابتلاؤں کا جاری ہے۔ کبھی حادثات کا کوئی شکار ہو گیا تو مجھ سے پوچھتے ہیں ہم کیا کریں۔ ان کو مَیں یہی کہتا ہوں کہ اِنَّا لِلّٰہِ جو ہے وہ صرف گنوانے کے مضمون میں نہ پڑھا کریں کہ ہاتھ سے چیز جاتی رہی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا اِنَّہٗ لِلّٰہِ جو مرنے والا ہے وہ اللہ کا تھا اس لئے چلا گیا یہ سکھایا اِنَّا لِلّٰہِ ہم اللہ کے ہیں اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کے جانے والے ہیں وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ تو ان کے لوٹنے کا غم کرنے کی بجائے اپنے لوٹنے کی فکر کیا کرو۔ یہ سوچا کرو کہ تم ایسی حالت میں تو نہیں لوٹو گے کہ خدا کے بنے بغیر چلے جاؤ واپس۔ جو مرنے والے تھے وہ تو اپنا حساب لے کر حاضر ہو گئے اگر ان کی خاطر تم واویلا کر کے خدا کو بھی ہاتھ سے گنوا بیٹھو تو اِنَّا لِلّٰہِ کیسے پڑھو گے اور اگر واویلا کرو گے تو وہ تو آ ہی نہیں سکتے، ناممکن ہے، خدا جا سکتا ہے۔ تو یہ دو ٹوک بات ہے اس کے سوا تمہارا چارہ ہی کوئی نہیں ہے۔ جو مرضی کر لو، سر پیٹتے رہو ساری عمر، چھاتیاں پیٹو مگر جانے والا واپس نہیں آئے گا تم ضرور جاؤ گے۔ ایسی حالت میں نہ جاؤ کہ جانے والا تمہیں وہاں بھی نہ ملے کیونکہ تم خدا کو گنوا بیٹھے ہو تو اس کے سوا اور کوئی حل ہی نہیں ہے اس کا۔ اگر اس مضمون پر انسان غور کرے تو تکلیف ہوتی ہے مگر تکلیف پر اس کا ردّ عمل ایک مثبت رّدِ عمل ہو گا وہ ضائع نہیں ہو سکتا بلکہ ہر ایسی تکلیف جس کو خدا کی خاطر وہ برداشت کرتا ہے اس کے لئے بھی جزائے خیر پر منتج ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے اس کے کئی گناہ جھاڑ دیتا ہے، کئی گناہوں کی پردہ پوشی فرماتا ہے کئی ایک سے اعراض فرما دیتا ہے اور پھر اصلاح فرما دیتا ہے اس کی۔ یہ بہت سے فوائد ہیں جو کہ کسی کھوئی ہوئی چیز کے وقت جو ردّ عمل انسان میں پیدا ہوتا ہے اس سے وابستہ ہوتے ہیں اور اگر صحیح ردّ عمل نہ ہو تو جو کچھ ہے وہ بھی گیا۔ جو کچھ تھا وہ تو جا چکا، جو کچھ ہے وہ بھی جاتا رہے گا اور رونے پیٹنے کے سوا زندگی کسی اور کام نہیں آئے گی اور مرنے کے بعد اور بھی زیادہ رونا پیٹنا ہے۔ بڑا ہی بے وقوف ہے جو دنیا کی بے ثباتی کے مضمون کو نہیں سمجھتا۔ دو چار اوپر تلے چلے گئے تو کیا دو چار دس ہزار سال میں نکل گئے تو کیا۔ یہ قطعی بات ہے کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ہم اللہ ہی کے ہیں اسی کی طرف ہم نے جانا ہے آج نہیں گئے تو کل گئے اس لئے دوسروں کی فکر کی بجائے جب کوئی مرے اپنی فکر کیا کرو۔ یہ ہے بے ثباتی کا مضمون جو اِنَّا لِلّٰہِ نے ہمیں سکھلا دیا اور لوگ ان کی فکر کرتے ہیں اپنی نہیں کرتے۔ خطرہ ہے کہ جب تم کسی کو جاتے دیکھو تو تم بھی ضائع نہ ہو جاؤ۔ یاد رکھنا تم اللہ کے ہو اللہ ہی کی طرف سے آئے تھے اور اسی کی طرف تمہیں لوٹ کر جانا ہے سب سے بڑی فکر تو اپنی کرنی چاہئے۔"

(خطبہ جمعہ 13 ستمبر 1996ء از خطبات طاہر جلد 15 صفحہ 721-722)

پھر حضرت خلیفۃُ المسیح الرابعؒ ایک اَور موقع پر فرماتے ہیں:

”اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ (البقرہ:157) میں ہمیں یہ پیغام دیا گیا ہے کہ ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ اب جس کی طرف لوٹ کر جانا ہے اگر آپ کی صفات اس کے ہم مزاج نہ ہوں تو اس کی طرف لوٹ کر جانا ہی جہنم کا دوسرا نام ہے اور اگر آپ کی صفات اس کے ہم مزاج ہو جائیں اور آپ ان کو سمجھیں اور ان سے لذت یاب ہوں اور اتنی پیاری لگیں کہ اپنی ذات میں ان کو جاری کرنے کی کوشش کریں تو اس وقت پھر اس کی لقاء جنت بن جاتی ہے۔“

(خطبہ جمعہ 9 جون 1995ء از خطبات طاہر جلد 14 صفحہ 410)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان نصائح پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(بتعاون: زاہد محمود)